

إرشاد من وقع في الوهم والحيرة في زكاة الحلي
بمقطع من لم يستوعب المسألة وتكلم بدون التثبت والتحريك

سونے اور چاندی کے زیورات میں زکاة کا حکم؟

از قلم:

شیخ ابو احمد کلیم الدین یوسف مدنی حفظہ اللہ

(جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی بھی مسئلہ میں اختلاف کا پایا جانا فطری اور بدیہی امر ہے، کیونکہ نصوص شرعیہ کے فہم، اس سے استنباط و استدلال میں سب یکساں نہیں ہوتے، اور ہر کوئی استنباط و استدلال میں درستگی کو پہنچے یہ ضروری بھی نہیں، اس لئے منہج سلف یہی ہے کہ شرعی مسائل میں جو مختلف فیہ اقوال ہیں ان میں سے اس قول کو لیا جائے جو سنت کے موافق و مطابق اور اقرب الی الصواب ہو۔

حالیہ دنوں میں استعمال ہونے والے زیور کی زکاۃ کا مسئلہ کافی زور پکڑا ہوا ہے، آئیے مندرجہ ذیل سطور میں ہم دیکھتے ہیں کہ دلائل کی روشنی میں صحیح موقف کیا ہے؟

استعمال ہونے والے زیور کی زکاۃ کے سلسلے میں علماء کے مابین کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس مسئلہ میں اجمالاً دو قول ہے۔

① پہلا قول: بعض صحابہ، تابعین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ زیور میں زکاۃ نہیں ہے۔

② دوسرا قول: بعض صحابہ، تابعین اور امام ابوحنیفہ، ایک قول کے مطابق امام شافعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد، ابن المنذر، خطاب، ابن حزم، صنعانی، عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، ابن باز، ابن عثیمین رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ زیور میں زکاۃ نکالی جائے گی۔

پہلے رائے کے قائلین کی دلیلیں:

□ نبی ﷺ نے فرمایا: "لا زکاۃ فی الحلّی". ترجمہ: زیور میں زکاۃ نہیں ہے۔

لیکن یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہے، کیوں کہ اس کی سند میں ابراہیم بن ایوب حورانی نامی راوی ہے جسے محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ یہ نبی کریم ﷺ کا قول نہیں ہے، بلکہ یہ موقوف روایت ہے یعنی صحابی کا قول ہے۔

۲۱ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ: "كَانَتْ تَلِي بَنَاتِ أَخِيهَا يَتَامَى

فِي حَجْرٍ هَالِهِنَّ الْحَلِي فَلَا تَخْرُجُ مِنْ خَلِيهِنَّ الزَّكَاةَ" ①۔

ترجمہ: وہ اپنے بھائی کی یتیم بیٹیوں کو جوان کے زیر سرپرستی تھیں انہیں وہ زیور پہناتی تھیں اور ان زیورات کی وہ زکاۃ نہیں نکالتی تھیں۔

۲۲ نیز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنی بیٹیوں کو زیورات پہناتے تھے لیکن وہ ان زیورات کی زکاۃ نہیں نکالتے تھے ②۔

* مذکورہ دلیلوں سے پتہ چلتا ہے کہ زیورات میں زکاۃ نہیں، اور یہ موقف بعض صحابہ کا ہے، اس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

دوسری رائے کے قائلین کی دلیلیں:

۱ اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [التوبة: ۳۴]

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی کو کنز بناتے ہیں یعنی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

* اس آیت میں ہر قسم کا سونا اور چاندی داخل ہے، چاہے وہ تجارت کی غرض سے خریدا گیا سونا ہو یا پھر استعمال کی غرض سے خریدے گئے سونے کے زیورات۔ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ سونے کے زیورات اس آیت سے مستثنیٰ ہیں۔

① موطا امام مالک، رقم: ۶۷۳، مسند الشافعی: رقم: ۶۲۵ کی اہل علم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اسنادہ صحیح جداً"۔ ((آداب الزفاف: ۱۹۲))

② موطا امام مالک، رقم: ۶۷۳

﴿۲﴾ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صَفَّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ، فَأَحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيَكْوَى بِهَا جَنْبَهُ، وَجَيْبَهُ، وَظَهْرَهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" ①.

ترجمہ: اگر کوئی کوئی سونے یا چاندی والا (یا اس کا مالک) اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتا تو بروز قیامت آگ کی گرم تختیوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ داغے جائیں گے، اور جب جب وہ تختی ٹھنڈی ہوگی پھر سے اسے گرم کیا جائے گا اور یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اللہ رب العالمین اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کر دے، پھر اس کے بعد اس شخص کا فیصلہ ہوگا، یا تو وہ جہنم جائے گا یا پھر جنت کی راہ لے گا۔ * اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو سونے چاندی والے زکوٰۃ نہیں نکالتے ان کا انجام بہت ہی خطرناک ہوگا، اور جن خواتین کے پاس زیورات ہیں انہیں بھی سونے یا چاندی والی یا اس کی مالک ہی کہا جائے گا، کیوں کہ وہ ان کی ملکیت ہے اور ان کا مال ہے۔

﴿۳﴾ ایک خاتون اپنی بیٹی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی، اس خاتون کی بیٹی نے سونے کے دو موٹے موٹے کنگن پہن رکھے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟" قَالَتْ: لَا. قَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَسُورَكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَا زَيْنٍ مِنْ نَارٍ؟" قَالَ: فَحَلَعْتُهُمَا فَأَلْقَيْتُهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ: هُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ ②.

ترجمہ: کیا تم اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ تو اس خاتون نے کہا کہ نہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں بروز قیامت اللہ رب العالمین ان دو کنگن کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے تو کیا تمہیں اچھا لگے گا؟ اس خاتون نے جیسے ہی یہ وعید سنی فوراً دونوں کنگن نبی ﷺ کو دے دی اور کہنے لگی کہ یہ اللہ

① صحیح مسلم، رقم: ۹۸۷

② سنن ابی داؤد، رقم: ۱۵۶۳، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "اسنادہ قوی"، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

اور اس کے رسول کیلئے ہے۔

[۳] عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى فِي يَدَيَّ فَتَحَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ: "مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ". فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَنْزَلَيْنَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "أَتُوْدَيْنَ زَكَاتَهُنَّ؟". قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: "هُوَ حَسْبُكَ مِنَ النَّارِ" (۱).

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں نے آپ کی خاطر یہ بناؤ سنگا رکیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکاۃ نکالتی ہو؟ تو میں نے کہا کہ نہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو (زکاۃ نہ نکالنے والوں کیلئے) جہنم کی آگ ہے۔

[۴] ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْ صَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَكُنْزُ هُوَ؟ فَقَالَ: "مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَرُكِّي فَلَيْسَ بِكُنْزٍ" (۲).

ترجمہ: میں سونے کی ہار پہنا کرتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو زکاۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔“

* امام ابن باز رحمہ اللہ اس حدیث کو پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ: ”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے یہاں یہ نہیں کہا: ”لیس فی الحلّی زکاۃ“۔ کہ زیورات میں زکاۃ نہیں“ (۳)۔

[۶] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”لَا بَأْسَ بَلْبُسِ الْحَلِيِّ إِذَا أُعْطِيَتْ زَكَاتُهُ“ (۴)۔ (سونے، چاندی

① سنن ابی داؤد، رقم: ۱۵۶۵، اس حدیث کو ابن حجر، ابن القطن، عینی، بیہقی، کلبی، علامہ البانی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان میں اکثر علماء نے صحیح کے شرط پر قرار دیا ہے۔

② سنن ابی داؤد، رقم: ۱۵۶۴، ابن قطن، امام نووی، امام ابن الملقن، امام سیوطی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام ذہبی کہتے ہیں ”ما أرى به بأساً“، اسی طرح امام ابن باز رحمہم اللہ سے صحیح اور ثابت مانتے ہیں۔ علامہ البانی کہتے ہیں: اس حدیث میں صرف وہ کلمہ حسن ہے جو مرفوع ہے۔

③ مجموع فتاویٰ ابن باز: ۱۴/۱۰۳

④ الأموال للبخاری، رقم: ۹۲۶، ابن الملقن نے ”البدور المنیر“ ۵/۵۸۳ میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام ابن حجر ”المختصر“ ۲/۶۴۷، کہتے ہیں: ”لہ ما یقویہ“۔

کے) زیورات پہننے میں کوئی حرج نہیں، اگر اس کی زکاۃ نکالی جائے۔

☑ مذکورہ آیت و احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسری رائے صحیح ہے، یعنی زیورات میں زکاۃ فرض ہے، کیوں کہ سونے اور چاندی کے زیورات آیت و حدیث کے عموم میں داخل ہیں، نیز دوسری احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باضابطہ زیور کی زکاۃ نکالنے کا حکم دیا ہے اور نہ نکالنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔

ایک شبہہ کا ازالہ:

یہاں پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ بعض صحابہ کرام جیسے عبداللہ بن عمر، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما جمیعاً سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ یہ لوگ سونے اور چاندی کے زیورات میں زکاۃ کے قائل نہیں تھے، نیز زیورات کی زکاۃ بھی نہیں نکالتے تھے۔

* تو جو اباعرض یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ صحابہ کرام سے زکاۃ نہ نکالنے کا ثبوت ہے اسی طرح بعض صحابہ کرام جیسے: عبداللہ بن مسعود^①، عمرو بن العاص^②، اور ایک روایت کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے زکاۃ نکالنے کا ثبوت بھی موجود ہے، اور کسی مسئلہ میں صحابی کا قول اسی وقت حجت ہو سکتا ہے جب وہ؛

(ا)۔ احادیث کے مخالف نہ ہوں۔

(ب)۔ نیز صحابی کے قول کی مخالفت خود صحابہ میں سے کسی نے نہ کی ہو۔

(ج)۔ اور صحابی کا وہ قول صحیح سند سے ثابت ہو۔

① سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۹

② سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۷

* محترم قارئین! اگر آپ یہاں پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ جو صحابہ زیورات میں زکاۃ کے قائل نہیں ہیں ان کا یہ قول نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہے، نیز یہ کہ دیگر صحابہ کرام نے بھی ان کی مخالفت کی ہے تو ایسی صورت میں صحابی کے قول کو حجت بنانے کا جواز نہیں رہ جاتا۔

دوسری جانب دیکھیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے زیورات میں زکاۃ نکالنے کی بات کہی ہے ان کا یہ قول نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے موافق ہے، اس لئے دلائل کی روشنی میں زیورات کا زکاۃ نکالنا ہی راجح ہے۔

* قارئین کرام! گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس مسئلہ میں شدید اختلاف ہے، اور اختلاف کے وقت شریعت نے امت کو جو نسخہ کیمیا بتایا ہے، جس سے اختلافات باسانی ختم ہو جائیں وہ عظیم نسخہ مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء: ۵۹]

آیت کا مفہوم: اگر کسی چیز میں تمہارے درمیان تنازع اور اختلاف ہو جائے تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں پیش کر دو، کیوں کہ کسی بھی اختلافی مسئلہ کا حل کتاب و سنت میں تلاش کرنا ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کی دلیل ہے، نیز انجام کے اعتبار سے بھی بہت اچھا ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں اگر اس اختلافی مسئلہ کو ہم اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں پیش کرتے ہیں تو زیورات میں زکاۃ نکالنے کا حکم ملتا ہے، جیسا کہ اوپر احادیث گزری۔

* اگر کوئی یہ کہے کہ زیورات میں زکاۃ کا مسئلہ اختلافی ہے، کوئی ایک صورت راجح نہیں ہے۔

پھر بھی زکاۃ نکالنا ہی زیادہ احتیاط کا تقاضا ہے، کیوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ

اسْتَبْرَ الْدِينَهُ وَعَزَّضَهُ" ^①. جو اختلافات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کر لی۔
 نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دَعَّ مَا يَرِيْنِكَ اِلَى مَا لَا يَرِيْنِكَ" ^②. شک والے کام کو چھوڑ کر یقین والا کام کرو۔

☑ مذکورہ مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے عام آدمی اس شش و پنج میں رہ جاتا ہے کہ وہ زکاۃ نکالے یا نہ نکالے، اس تردد سے بچنے کا واحد راستہ ہے کہ وہ زکاۃ نکال دے، کیوں کہ زکاۃ نکالنے کی صورت میں وہ بالکل مطمئن ہو جائے گا اور اس کے دل میں تردد اور شکوک و شبہات کا شائبہ تک نہیں رہے گا، لیکن اگر وہ زکاۃ نہیں نکالتا ہے تو اس دل میں تردد کچھ کے لگاتی رہے گی، اور اس کا نفس اس سے یہ سوال کرتا رہے گا کہ تم نے بعض علماء کے قول کا سہارا لے کر زکاۃ نہیں نکالی، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث تمہارے سامنے موجود تھی۔

* اور جب زیورات کی زکاۃ نکالنے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث ثابت ہوں تو پھر کسی کیلئے کوئی حجت اور دلیل باقی نہیں رہ جاتی، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے مقابلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول کو نہیں لیا جاسکتا، تو پھر دیگر علماء کرام کے اقوال کو کیسے لیا جاسکتا ہے؟ اور ہم اہل حدیثوں کا یہی منہج و مسلک ہے کہ:

ہوتے ہوئے مصفیٰ کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و قرار

* اخیر میں ان لوگوں سے درخواست ہے جو عالم کی لسٹ میں شامل ہونے کی زبردستی کی کوشش کر رہے ہیں کہ جب آپ نے مفتی اعظم مملکت سعودی عربیہ اور شیخ صالح الفوزان حفظہما اللہ کے قول کی بنیاد پر ویڈیو بنائی اور زیور میں عدم وجوب زکاۃ کے قول کو پھیلانے کی ذمہ داری اپنے کندھے پر لی،

① سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۵۹

② جامع ترمذی، رقم: ۲۵۱۸، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

تو وہیں پر شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین شیخ البانی، شیخ محمد الامین الشنفیطی (صاحب اُضواء البیان) وغیر ہم رحمہم اللہ کا موقف بھی بیان کر دیتے کہ وہ لوگ اس مسئلے میں کیا کہتے ہیں۔

اور مان لیا جائے کہ آپ ان علماء کے اقوال کی روشنی میں لوگوں تک حق پہنچانے کی جستجو کر رہے ہیں تو کل ہو کر کچھ اور ویڈیوز بنائیں جس میں یہ ذکر کریں کہ طلاق ثلاثہ کے سلسلے میں مفتی اعظم کی کیا رائے ہے، نیز رکعات تراویح کے سلسلے میں مفتی اعظم حفظہ اللہ کی کیا رائے ہے؟

محترم علماء اس مسئلے میں بولنے کیلئے کافی ہیں، اس لئے علماء کی ذمہ داری انہی کو ادا کرنے دیں بے جا مداخلت اچھی بات نہیں، نیز امت کا رشتہ علماء سے جڑا رہنے دیں، یوں بے سرو پا کی ویڈیو سے امت کو تردد میں ناڈالیں، نیز کسی بھی اختلافی مسئلہ کا عمیق مطالعہ کیا جائے، اس سلسلے میں علماء کے اقوال کو پڑھا جائے، اور پھر دلائل کی روشنی میں جو راجح بات نکل کر سامنے آتی ہو اسے امت کے سامنے سہل انداز میں رکھا جائے، یہی منہج اہل حدیث کی پہچان ہے، نیز منہج اہل حدیث کی یہی وہ خصوصیت ہے جو دیگر مکاتب فکر سے اسے ممتاز اور نمایاں کرتی ہے۔

اللہ رب العالمین ہم سبھوں کو صحیح سمجھ عطا کرے، اور ہمارے اعمال کو قبول فرمائے۔

واللہ اعلم بالصواب



بتاریخ: ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۲۶ مئی ۲۰۱۹ء